اقتدار حسین خاں

اردو لفظیات اور اکیسویں صدی کے تقاضے

گو راقم الحروف حضرت داغ سے 100 فیصدی متفق ہے جب وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں:

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ آج بھی جب اردو میں تحریر کیے گئے مضامین پر نظر پڑتی ہے تو اردو کی کم مائیگی اور تنگ دامنی کا احساس ہوتا ہے۔ اکثر تصورات ونظریات کے اظہار کے لیے اردو میں موزوں الفاظ کا فقدان معلوم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ داغ کے ساتھ علامہ اقبال کا بھی شعر یاد آتا ہے:

''گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی دل سوزئ پروانہ ہے

جس مفہوم و منشا کے اظہار کے لیے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں وہ اس کے اظہار اور نمائندگی کرنے میں قاصر نظر آتے ہیں۔

یہاں تکنیکی اور اصطلاحاتی الفاظ سے مراد نہیں ہے بلکہ یہ روزمرہ کے عام الفاظ کی بات ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بعض مصنفین اپنی نگارشات میں انگریزی الفاظ کا من وعن اور بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ یا ان کے خود ساختہ لفظی ترجمے کر کے اردو کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ لیکن اس سے قاری کو مایوسی اور کسی قدر ناموزنیت کا احساس ہوتا ہے۔ ذیل میں ایک مختصر مضمون سے چند فقرے اور جملے مثال کے طور پر پیش ہیں:

''اس لیے 'یادتاثر' کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے......وہاں رپورٹنگ کی سی کیفیت پیدا ہوگئی ہے...... اپنے سبجیکٹ کے ساتھ ...... ماضی کی بازیافت اور ماضی کی پرستش کے لیے ...... یعنی یہ ایک 'یادتاثر' ہے۔ یہ ناول شعور کی تکنیک پر لکھی گئی ہے۔ اسے ہم Flashback کہہ سکتے ہیں۔ یہ زوال آمادہ فیوڈل طبقے کے لوگ ......معنی خیز چچ ہے۔ خود کو ایڈجسٹ

نہیں کر پا رہے تھے۔''[1]

ایک اور مضمون نگار فرماتے ہیں:

'سرسید کا طرزِ تحریر نہایت مؤثر Vigorous Style تھا۔' [2]

ان مثالوں سے یہ تو ظاہر ہے ہی کہ اردو میں اکثر اظہار و خیال کے لیے موزوں الفاظ نہیں ملتے، لیکن ایک اور اہم بات یہ ہے کہ انگریزی الفاظ کے بے دریغ استعمال سے نہ صرف قاری کا دھیان بھٹکتا ہے بلکہ اردو کا لسانی مزاج متاثر اور مجروح ہو رہا ہے۔ اردو کی بنیادی خصوصیات: اس کی شیرینی، موسیقی اور دلکشی اس کی فصاحت و بلاغت میں ہی پوشیدہ ہے جو انگریزی الفاظ کی بہتات کی وجہ سے مسخ ہو رہی ہیں۔

ایسا نہیں ہے کہ اردو کے دانشور اور مضمون نگار اس لفظیاتی کمی کو محسوس نہیں کرتے بلکہ اکثر حضرات نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور انگریزی الفاظ کے بے تحاشہ استعمال یا ناموزوں اردو الفاظ کی نشاندہی کی ہے۔ یعنی علمی مسائل پر لکھنے میں الفاظ ساتھ نہیں دیتے۔ کچھ عرصے قبل شبلی نعمانی نے اردو کے محدود سرمایے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور آج بھی کافی دانشور یہی محسوس کرتے ہیں۔[3]

یوں تو اردو میں ان الفاظ کا استعمال جو انگریزی الفاظ کی جگہ استعمال کیے جاتے ہیں اور جو ناموزوں اور غیر تسلی بخش لگتے ہیں، بہت زیادہ ہیں اور ان کی فہرست کافی طویل ہے لیکن یہاں ایک مثال ذرا تفصیل سے پیش کی گئی ہے۔ اس مطالعے میں لسانیاتی (Linguistic) اور معانیاتی (Sementics) نقطۂ نظر اپنایا گیا ہے۔

الفاظ کے معنی سمجھنے کے لیے دو قسم کے طریقے اختیار کیے جاتے ہیں:

1۔ پہلا طریقہ عملی یا اخلاقی طریقہ (Operational Approach) کہلاتا ہے۔ جس میں پروفیسر ٹرائر (Trier) اور وٹن اسٹائن کے نظریے شامل ہیں۔[4] یہ دونوں نظریے لفظ کے استعمال اور اس کے عملی نتائج (Sementic Field) اور سامع کے ردِ عمل کو ہی کسوٹی بناتے ہیں۔

2۔ دوسرا طریقہ تجزیاتی یا حوالے کا طریقہ (Referential Approach) کہلاتا ہے۔ اس میں کسی لفظ کے معنی کو اخذ کرنے کے لیے اس کو ان اجزا سے الگ کیا جاتا ہے جن سے مل کر وہ کل معنی دیتا ہے۔ اس کو اجزا کا مطالعہ (Componential Analysis) کہا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں ہی اصولوں کو اپنا کر الفاظ کا مطالعہ کرنا زیادہ مناسب ہے، کیونکہ یہ دونوں تراکیب ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ تکمیل کرتی ہیں۔

آیئے اب ہم اس سلسلے میں اردو لفظ 'حصہ' کی جانچ کریں جس کو مضمون نگار حضرات (و خواتین) انگریزی لفظ Contribution کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح کے مضامین بڑی

تعداد میں لکھے جاتے ہیں۔اسی لیے سب سے پہلے اس کا مطالعہ کیا جا رہا ہے۔

پہلے انگریزی لفظ Contribution کو لیجیے۔اس میں دو معنوی جزو (Morphene) شامل ہیں۔ Con اور tribution = Con کے معنی ہیں۔جمع کرنا، یکجا کرنا، متفق ہونا، یعنی ایک بڑی اکائی بنانے میں معاون ہونا، اور اس کے اجزا میں سے ایک ہونا۔ 'Con' اسی معنی میں انگریزی کے دوسرے الفاظ میں بھی موجود ہے۔ جیسے Conseusus, Conference, Condense, Conflict وغیرہ۔

'Tribute' کے عام معنی ہیں خراج دینا، نذر پیش کرنا، یعنی کسی کو کچھ 'دینا' اس طرح Contribution کے کل معنی ہوئے ایک مقابلتاً بڑی اکائی (بڑی رقم یا بڑے نتائج وغیرہ) کی تشکیل میں کئی اجزا یا چھوٹے چھوٹے مقدار یا گنتی میں نذر یا اپنا دان یا چندہ پیش کرنا۔

'Contribution' میں تیسرا مارفیم (ion-) صرف قواعد کی حیثیت رکھتا ہے یعنی یہ اسم کار ہے۔اس طرح اس انگریزی لفظ کے دو اہم معنوی جزو ہیں۔

1۔ایک بڑی اکائی (یا مقدار) جو چھوٹے چھوٹے اجزا سے مل کر بنی ہے۔

2۔دوسرا جزو ہے 'دینا' (لینا نہیں) تیاگ کرنا، نذر یا خراج پیش کرنا۔

اب اردو لفظ 'حصہ' کے معنوی پہلوؤں پر غور کیجیے۔اس میں یہ پہلو تو نمایاں ہے کہ یہ ایک جزو ہے کسی بڑی اکائی کا۔مثلاً یہ کہا جائے کہ 'مکان کے ایک 'حصہ' میں آفس ہے اور دوسرے 'حصے' میں رہائش' لیکن اس میں دوسرا پہلو یعنی 'دینا'، 'خراج' یا نذر پیش کرنا، تیاگ کرنا وغیرہ کا تصور مفقود ہے۔ 'حصہ' میں عام طور سے 'لینا' یا وصول کرنے کا تصور نظر آتا ہے۔مثلاً یہ کہا جائے کہ 'تم اپنا حصہ لو' 'مجھے جائیداد میں حصہ چاہیے' 'سب کو برابر کا حصہ ملے گا' وغیرہ۔

اردو میں لفظ 'حصہ'، 'لینا' کے Sense میں ہی رائج اور رچا بسا ہے۔کسی دوسرے معنی میں اس کا استعمال ذہن قبول کرنے میں جھجکتا اور پس و پیش کرنا محسوس ہوتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قاری سیاق وسباق اور لفظی ماحول سے Contribution کا ہی ہم معنی سمجھتے ہوئے آگے بڑھ جائے۔ اب ذیل میں دیے گئے چند عنوانات پر نظر ڈالیے جو حال ہی میں مختلف جرائد اور کتابوں میں چھپے مضامین کے ہیں۔

1۔اردو نثر کی ترقی میں سرسید کا حصہ

2۔عربی زبان وادب کے فروغ میں مسلم یونیورسٹی کا حصہ

3۔تحریک پاکستان میں علی گڑھ تحریک کا حصہ

4۔ہندوستان کی جدوجہد آزادی میں مسلم یونیورسٹی کا حصہ

5۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا حصہ

اب پہلی مثال ہی کو لیجیے۔ اس کے ایک معنی یہ بھی اخذ کیے جا سکتے ہیں کہ اردو نثر نے جو ترقی کی ہے اس سے سرسید کو کیا فیض پہنچا۔

تیسری مثال سے یہ مفہوم بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ جو تحریک پاکستان کے لیے چلائی گئی تھی اس سے علی گڑھ تحریک کو کیا تقویت ملی۔

اب ذیل کی دو ممکنہ سرخیوں پر غور کیجیے:

1۔ مسلم امیدواروں کے لیے سیٹوں کے حصہ میں اضافہ:

ظاہر ہے اس میں ایک ہی مفہوم لیا جائے گا یعنی مسلم امیدواروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا، ان کو انتخاب میں زیادہ سیٹیں ملیں گی۔ یہ نہیں کہ وہ کچھ دیں گے، بلکہ ان کو کچھ ملے گا۔

2۔ زراعتی برآمدات سے بڑھتے منافع میں کسانوں کا حصہ:

اکثر زراعتی پیداوار مثلاً شکر، چاول وغیرہ برآمد کی جاتی ہیں۔ ان سے جو منافع سرکار حاصل کرتی ہے۔ اس سے کسانوں کو کیا فائدہ پہنچا، یعنی انھیں کیا ملا۔ یہ نہیں کہ کسانوں نے کچھ دیا، بلکہ اس سرخی کے معنی میں 'ملنے' کا عنصر شامل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انگریزی لفظ 'Contribution' کا مکمل متبادل لفظ اردو میں موجود نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جناب رضوان اللہ صاحب نے اپنے ایک مضمون میں اردو کے کسی لفظ کی بجائے انگریزی لفظ کو ہی ترجیح دی۔ فرماتے ہیں:

یہ شوکت تھانوی کا ایسا Contribution ہے جس سے بہر حال انکار نہیں کیا جا سکتا۔[6]

اردو لفظ 'حصہ' کا انگریزی میں ہم معنی لفظ 'Share' ہے نہ کہ Contribution انگریزی لفظ کے عام استعمال کی بہر حال سفارش نہیں کی جا سکتی۔ ہندی میں اس کے لیے نہایت آسان اور موزوں لفظ موجود ہے:

یوگ دان: ہندی الفاظ کا اردو میں چلن کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ لسانی اعتبار سے اردو نہ صرف ہندی کی 'بہن' ہے بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اردو اور ہندی ایک ہی زبان کے دو مختلف اسٹائل ہیں۔ دونوں میں کافی حد تک صوتی اور نحوی مماثلت بھی پائی جاتی ہے۔ اردو کے اکثر ادیب ہندی الفاظ مثلاً آکاش، چرچا، وچار اور ہزاروں دوسرے الفاظ برابر استعمال کرتے آئے ہیں۔ خود علامہ اقبال فرماتے ہیں:

شکتی بھی شانتی بھی بھکتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

انگریزی کے ایسے الفاظ کی فہرست جن کے متبادل الفاظ اردو میں ندارد ہیں کافی طویل ہے۔ ذیل میں چند الفاظ اشارتاً دیے جارہے ہیں۔ان الفاظ کو یا تو من وعن انگریزی ہی میں استعمال کرلیا جاتا ہے یا پھر غیر مساوی اور ناقص ترجمے سے کام چلایا جاتا ہے:

Arbitrary; ambition, confusion,euphoria,nostalgia, sporadic

انگریزی کی طرح اردو نے بہت سی دیگر زبانوں کے الفاظ مستعار لیے ہیں، جو اب اردو لفظیات کے اہم جزو ہیں۔لیکن اب بھی اردو میں ایسے الفاظ کی کمی ہے جو آج کی تیز رفتار زندگی کو بیان کرنے اور جدید تصورات کے اظہار کے لیے ضروری ہیں۔ کمپیوٹر، انٹرنیٹ، موبائل اور دیگر ترقیاتی ایجادات کے پیش نظر نئے الفاظ کی اشد ضرورت ہے۔اس کے لیے کیا لائحہ عمل ہو، یہ فیصلہ ارباب حل وعقد اور دانشوران اردو کو کرنا ہے۔

حواشی:

1۔خالد سعید۔تعبیرات،ص۔53،پیش رفت پبلیکیشنز،گلبرگہ۔4

2۔عبداللطیف اعظمی۔'اردو نثر کی ترقی میں سرسید کا حصہ۔ادیب، جامعہ اردو علی گڑھ، جلد 17 شمارہ4-3، ص۔171

3۔ایضاً،ص۔170،شبلی نعمانی کے ایک مضمون سے اخذ کیا!کسی علمی مسئلے کو اردو میں لکھنا ہو تو الفاظ مساعدت نہیں کرتے۔

4۔جان ٹرائر(J. Trier)،1934،جرمنی،'Das Sprachliche Feld'۔

5۔وٹن اسٹائن(L. Wittgenstein)1953،'Philosphical Investigations'

6۔رضوان اللہ آروی۔' اردو میں ناول نگاری کی روایت۔ادیب، جامعہ اردو علی گڑھ۔جلد17،شمارہ4-3، ص۔197۔

Prof. Iqtidar H. Khan
Ex Head Deptt. of Linguistic & Ex. Dean Faculty of Arts
Aligarh Muslim University, Aligarh, (U.P.)